مولانا محمد بدیع الزمان

مرجعِ قدیم و جدید

عالم رنگ و بو میں جو آیا جانے کے لئے آیا ''لدوا للموت وابنوا للخراب'' خلاق عالم نے ہر متنفس کے لئے وقت پر دنیا سے جانا مقدر فرمایا۔ طوعاً و کرھاً ہر ایک کو امر خداوندی ''کل شئی ھالک الا وجھہ'' کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ بجز ذات باری تعالیٰ کسی کے لئے بقا و دوام نہیں، اگر چہ ہر انسان کے لئے جرعۂ موت مقدر ہے، لیکن انسانوں میں کتنا فرق مراتب ہے۔ کسی انسان کی وفات پر صرف ایک قریہ کے مکین نوحہ و کناں ہوتے ہیں اور کسی کی رحلت پر پورا ملک صدمہ سے نڈھال ہوتا ہے۔ لیکن کچھ با کمال شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی جدائی سے پورا عالم یتیم ہو جاتا ہے اور جن کی مفارقت سے ہر قلب حزیں اور ہر آنکھ اشکبار ہوتی ہے اور جن کی فرقت سے دینی و علمی مجالس بے رونق ہو جاتی ہیں اور جن کا وجود دنیا والوں کے لئے باعث نور اور ان کی رحلت موجب ظلمت ہوتی ہے، انہی مقتدر ہستیوں میں سے میرے مشفق شیخ محترم نادرۂ روزگار محدث جلیل محقق العصر بقیۃ السلف حضرت العلامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ رحمہ اللہ میں ایسے علمی و عملی کمالات اور ایسی متنوع صفات ودیعت فرمائی تھیں کہ جن کی نظیر اگر معدوم نہیں تو نادر ضرور ہے۔ ایسی جامع کمالات شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

خالق کائنات نے حضرت شیخ رحمہ اللہ میں ایسے کمالات جمع فرما دیئے تھے، جن کی وجہ سے وہ عوام و خواص اور قدیم و جدید طبقہ میں یکساں محبوب و مقبول تھے۔ ان کی مجلس میں ہر تشنہ علم کے لئے سیرابی کا سامان تھا۔ ایک طرف علماء کے لئے مرجع تھے، تو دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے تسکین کا ذریعہ۔ حضرت شیخ کی مجلس میں ایسی کشش اور تاثیر تھی کہ باوجود خداداد رعب و جلال کے مجلس سے جدا ہونا قلب و روح کے لئے

گوشہ سے علمی جواہرات لا کر اس کتب خانہ میں رکھ دیئے‘ اب اس حدیقۃ العلم کو اگر کوئی ظالم ویران کرنا چاہے تو بتائیے! مجھے کتنی اذیت پہنچے گی۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے جلالی شان سے اس کے گریبان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ: قیامت کے روز تمہارا گریبان پکڑ کر احکم الحاکمین کے دربار میں استغاثہ پیش کروں گا کہ اس نے علمی چمن کو ویران کیا تھا۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو سے چیف اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا۔ مولانا آپ مطمئن رہیں۔ انشاء اللہ چمن یونہی رہے گا۔ چنانچہ واپس جا کر چیف نے حکومت کو رپورٹ پیش کی کہ میں نے مدرسہ کا معائنہ کیا۔ ایسے مدرسہ پر حکومت کا قبضہ کرنا حکومت کے لئے بدنامی کا باعث ہوگا‘ چند دنوں کے بعد حکومت کی طرف سے اطلاع آئی کہ ہم نے حکم واپس لے لیا:

''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی''

شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ میں وسعت معلومات کے ساتھ بہت زیادہ وسعت قلبی تھی۔ سرتاپا علم اور علمی نکات کے بے حد قدردان تھے۔ اس تبحر علمی کے باوجود مزاج میں تواضع اور سادگی کا پہلو نمایاں طور پر موجود تھا اور ماانا من المتکلفین کا عملی نمونہ تھے‘ اکابر کے ساتھ محبت وعقیدت اور اصاغر پر شفقت کی وجہ سے عوام و خواص کی نگاہ میں مقبول ومحبوب تھے۔

عام طور پر بڑے حضرات سے ملاقات کرنے میں کافی موانع اور رکاوٹیں ہوتی ہیں‘ بجز اوقات مقررہ ان تک رسائی مشکل ہوتی ہے‘ لیکن حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ باوجود عوارض اور عدیم الفرصت کے اگر کوئی ملاقات کے لئے درِ دولت پر حاضر ہوتا تو ملاقات سے انکار نہ فرماتے۔

حضرت شیخ پر دردِ دل کا شدید حملہ ہوا‘ ڈاکٹروں نے ملاقات اور گفتگو پر پابندی عائد کردی‘ حضرت کی عیادت وزیارت کے لئے خدام حاضر ہوئے‘ اس تکلیف کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گئے‘ ہم لوگ چند منٹ کے بعد جانے لگے تو حضرت نے روک لیا۔ فرمایا: اگرچہ ڈاکٹروں نے پابندی لگا رکھی ہے‘ لیکن مجھے اس سے سکون ملتا ہے۔

انہی کمالات اور اوصاف حمیدہ کی وجہ سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر دلعزیز تھے‘ حضرت کی مجلس ایسی باغ و بہار اور روح پرور ہوتی کہ مجلس چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جہاں حسن وجمال اور ظاہری وجاہت عطا فرمائی تھی‘ اس کے ساتھ معنوی کمالات اور خوبیوں کا بیش بہا خزینہ ان میں ودیعت فرمایا تھا۔ ان کے ہر کمال میں ایسی جاذبیت اور اتنی وسعت تھی کہ ان کے بیان میں حلاوت اور ان کے سننے میں قلب وروح کے لئے سامان تسکین۔

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ   ھو المسک ما کررتہ یتضوع

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی ہر دلعزیزی اور ہر طبقہ میں مقبولیت اور محبوبیت اور حقیقت تعلق مع اللہ کا ثمرہ ہے۔ متاعِ دنیا سے بے تعلقی اور نعیم آخرت کا شوق اور دنیا فانی سے بے زاری اور آخرت کے سامان کی تیاری حضرت کا خصوصی وصف تھا۔ من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ کا عملی نمونہ تھے۔ تعلق مع اللہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا قلب غنی عطا فرمایا تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے ''لیس احد اغنی منی ''۔

بقول شیخ سعدی شیرازی ''تونگری بدل است نہ بمال'' ہر طبقہ میں حضرت والا کی مقبولیت کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں ہر جماعت نے ان کو اپنا قائد تسلیم کر کے ان کی بے مثال قیادت میں ایسی تحریک چلائی کہ بھٹو جیسے جابر وظالم کے ایوان کو ہلا دیا۔ آخر کار حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی روز وشب مساعی جمیلہ اور عوام وخواص کے بھرپور تعاون سے تحریک کامیاب ہوئی۔ اتنا عظیم کارنامہ جس مخلص قائد کی بے لوث قیادت میں انجام پذیر ہوا، انہوں نے کبھی اس کو اپنی ذاتی وجاہت وشہرت کا ذریعہ نہ بنایا' ورنہ ایسے موقع پر اچھے اچھے باعزیمت لوگوں کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں۔ ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ حضرت شیخ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب کہ ہر شخص ان کے علم واخلاص اور ان کی دینی بصیرت اور مخلصانہ قیادت کا محتاج تھا۔ تابعی جلیل سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو جب حجاج بن یوسف ثقفی نے شہید کیا تو اس زمانہ کے ایک شیخ نے کہا:

لقد مات سعید بن جبیر وماعلیٰ ظہر الارض احد الا ہو محتاج الیٰ علمہ

آج حضرت شیخ کی غیر متوقع رخصت سے بے ساختہ یہی جملہ زبان پر آرہا ہے' لیکن مقدرات ازلیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، ان کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں مقام رفیع نصیب فرما کر ان کو ابدی سکون عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں مقبول باد۔

خیالک فی عینی وذکرک فی فمی
ومثواک فی قلبی فاین تغیب